إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ... عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ... يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں ... فی پرچہ

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا۔

نمبر ۸۳ | مورخہ ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۲۸ء | یوم جمعہ | مطابق ۲۸ شوال سنہ ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت ناساز ہے۔ اور پیٹ درد کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے بالالتزام دعا فرماتے رہیں۔

۱۵ اپریل۔ پانچ بجے شام کے قریب سخت ژالہ باری ہوئی۔ جو قریباً نصف گھنٹہ تک جاری رہی۔ بارش بھی زور کی تھی۔ فصلوں کو بہت نقصان پہنچا ہے ؎

آج (۱۸ اپریل) بفضل خدا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو آرام ہے ؎

غلہ کی وصولی کیلئے اعلان

خدا کے فضل و کرم سے اس وقت فصل ربیع کی کٹائی ہو رہی ہے۔ اور بعض اضلاع میں ہو چکی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس فصل کے چندہ کے وصول کرنے کیلئے چند ضروری ہدایات دیدی جائیں۔

اس سال یہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ زمیندار اصحاب سے چندہ کا غلہ کھلیانوں سے ہی وصول کیا جائے۔ اس لئے ہر ایک جماعت یہ انتظام کرے۔ کہ ہر پانچ زمیندار احباب پر ایک شخص مقرر ہو جس کا یہ کام ہو کہ وہ ہر ایک اپنے متعلقہ دوست کے غلہ کے برآمد ہونے پر کھلیانوں سے چندہ کا غلہ وصول کر لے۔ اور جس قدر غلہ اس طرح سے وصول کرے۔ وہ تمام ایسے شخص کے پاس جمع کرتا جائے۔ جو اس غرض کے لئے پہلے سے مقرر کیا گیا ہو۔

۲۔ اگر کسی دوست کا غلہ گھر پہنچ جائے۔ تو یہ کوشش کی جائے کہ ان کے گھر سے غلہ وصول کر لیا جائے۔ کیونکہ وقفہ پڑنے کی صورت میں چندہ ملنا مشکل ہو جاتا ہے ؎

۳۔ دفتر بیت المال سے اس غرض کے لئے ایک جوابی کارڈ تمام زمیندار جماعتوں کو ارسال کیا گیا ہے۔ کہ ایسا انتظام کر کے جماعتیں دفتر بیت المال کو محصلوں کے نام وغیرہ سے اور اگر ہو سکے تو ان کے دستخط کرا کر اطلاع دیں۔ تاکہ ایسے دوستوں کے نام حضرت کے حضور میں پیش کر کے دعا کی تحریک کی جا سکے ؎

۴- فصلانہ کا کل غلہ جمع ہو جانے پر سیکرٹری مال کا فرض ہے۔ کہ تمام غلہ بمشورہ امیر یا موجودگی تین اور با اثر دوستوں کے فروخت کر دے۔ اور روپیہ دفتر بیت المال میں ارسال کر دے۔

۵- یہ روپیہ ارسال کرتے وقت ایک رپورٹ ایسی ارسال کی جائے جس سے معلوم ہو سکے کہ کل غلہ اس قدر تھا۔ اور اس نرخ سے ذیل کے دوستوں کے سامنے فروخت کیا گیا۔ نیز یہ بات بھی واضح طور پر لکھی جائے۔ کہ اتنا اتنا غلہ فلاں فلاں محصل نے وصول کیا۔

۶- یاد رہے کہ صرف چندہ عام کی معمولی شرح اڑھائی فی من ہے۔ جتنی وسعت اس شرح سے تمام دوستوں سے غلہ وصول کیا جائے ؟

عبدالمغنی ناظر بیت المال

گورنمنٹ پنجاب کی سینما موٹر لاری

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ گورنمنٹ پنجاب کے محکمہ اطلاعات کی طرف سے ایک سینما موٹر لاری آئی۔ جس نے ۱۴ اپریل کی رات کو مردوں کے بہت بڑے مجمع میں جو ہندو مسلمانوں پر مشتمل تھا نہایت دلچسپ اور مفید تصاویر بذریعہ میجک لینٹرن دکھائیں سینما موٹر لاری کے انچارج سید سلطان علی شاہ صاحب تصاویر کی ساتھ کے ساتھ بلند آواز سے تشریح کرتے جاتے تھے۔ اس موقعہ پر بھی اگرچہ مستورات کی ایک کثیر تعداد نے مردوں کے مجمع سے علیحدہ بیٹھ کر تصاویر دیکھنے کی کوشش کی لیکن ان کی نشست کا چونکہ کوئی مناسب انتظام نہ کیا گیا تھا۔ اس لئے دوسرے دن یعنی ۱۵ کی رات کو مدرسہ احمدیہ کے احاطہ میں صرف مستورات کے اجتماع کا انتظام کیا گیا۔ جہاں قصبہ کی ہندو اور سکھ عورتوں کے علاوہ قریب کے دیہاتوں کی مستورات بھی آئیں جنہیں حسب ذیل فلمیں دکھائی گئیں:-

۱- دیہاتوں کی اصلاح اور ترقی کے نظارے گھروں کی صفائی۔ مکھیوں۔ مچھروں اور چوہوں کے نقصانات اور ان سے حفاظت کے فوائد۔

۲- نہروں کے فوائد اور پنجاب کی ترقی میں ان کے اثرات

۳- بوائے سکوٹس کے کھیل۔

۴- وائسرائے ہند اور گورنر پنجاب کے جلوس اور معائنے

سید سلطان علی شاہ صاحب۔ انچارج سینما موٹر لاری نے جناب پریذیڈنٹ صاحب سال ٹون کمیٹی کے ذریعہ اور دیگر اصحاب کی امداد سے بہت عمدگی سے ان تصاویر کے دکھلانے کا انتظام کیا۔ اور پبلک نے ان میں نہایت دلچسپی لی ؟

خانصاحب منشی فرزند علی صاحب کے سفر یورپ کا پروگرام

جناب خان صاحب منشی فرزند علی صاحب ۲۲ اپریل کو انشاء اللہ بحیثیت مبلغ قادیان سے عازم انگلستان ہوں گے۔ ذیل میں بمبئی تک ان کے سفر کا پروگرام دیا جاتا ہے۔ تاکہ جو احباب راستہ میں ان سے ملاقات کرنا چاہیں کر سکیں۔

تاریخ	مقام	وقت
۲۲ اپریل	روانگی از دارالامان	۷-۸ بجے کے درمیان
"	بٹالہ روانگی ذموش	۹ بجے صبح کے قریب
"	امرتسر " ریل	۱۱-۴۴
"	پٹی " "	۱۴-۲۲
"	قصور ورود	۱۶-۱۵
"	قصور روانگی	۱۶-۳۴
"	فیروزپور ورود	۱۷-۲۷
۲۳ اپریل	فیروزپور روانگی	۵-۱۵
"	تلونڈی	۶-۲
"	موگا	۶-۵۲
"	لدھیانہ ورود	۸-۵۵
"	لدھیانہ روانگی	۱۱-۹
"	انبالہ ورود	۱۳-۵۰
"	" روانگی	۱۴-۱۰
"	سہارنپور A	۱۵-۵۴
	سہارنپور D	۱۶-۶
	میرٹھ A	۱۸-۱۸
	میرٹھ D	۱۸-۲۶
	دہلی A	۲۰-۱۰
	دہلی D	۲۱-۰
۲۵ اپریل	بمبئی A	۶-۱۵

جن احباب نے خاکسار کو دعا کے لئے لکھا یا فرمایا ہے۔ ان کے حق میں میں ضرور دعا کروں گا انشاء اللہ۔ احباب کرام اور بزرگوں سے عاجزانہ درخواست ہے۔ کہ خاکسار کی تائید اپنی خاص دعاؤں سے فرماتے رہیں ؟

خاکسار فرزند علی عفا اللہ عنہ

انجمن حمایت اسلام کے جلسہ میں لیکچر!

۷ اپریل کو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کا لیکچر زیر صدارت جناب شیخ دین محمد صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایم۔ ایل۔ سی ۱۱ بجکر ۵ منٹ سے ۱۲ بجے تک تھا۔ انجمن کے جلسہ پر یہ ۴۵ منٹ کا وقت کسی لیکچر کے لئے انتہائی وقت تھا۔ ورنہ عام طور پر ۲۰، ۳۰، ۴۰ منٹ پر اکتفا کیا گیا تھا۔ لیکچر شروع ہونے سے قبل جناب مولوی غلام محی الدین خاں صاحب سیکرٹری انجمن حمایت اسلام نے ان الفاظ سے تعارف کرایا۔ کہ گذشتہ گرمیوں میں مجھے شیخ صاحب کا لیکچر ایبٹ آباد میں سننے کا اتفاق ہوا تھا۔ جو پُر اثر اور نہایت دلآویز تھا۔ اور اب بھی دوست ان کے لیکچر کو سن کر محظوظ ہونگے۔ جب لیکچر لگاتار ۴۵ منٹ تک جاری رہا۔ تو حاضرین مجلس کی طرف سے از حد خواہش اور اصرار ہوا کہ یہ لیکچر اور جاری رہنا چاہیئے۔ آخر حاضرین کے اصرار پر لیکچر جاری رہا۔ اور بجائے ۴۵ منٹ کے ۱½ گھنٹہ دیا گیا۔

دوسرے روز پھر حاضرین جلسہ نے ناظمین پر زور دیا۔ کہ شیخ محمد یوسف صاحب کا ایک اور لیکچر کرایا جائے۔ چنانچہ مولوی غلام محی الدین خاں صاحب سیکرٹری انجمن حمایت الاسلام نے شیخ صاحب سے لیکچر کی درخواست کی۔ اور دوسرا لیکچر خان بہادر ڈاکٹر سر شفیع صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ یہ لیکچر بھی بہت مقبول ہوا۔

اخبار احمدیہ

انتقال مولوی کریم اللہ صاحب ولد حافظ اللہ دتہ صاحب مرحوم متعال زمیندار جو جہلم محلہ عیدگاہ میں مدرس تھے۔ بعمر ۶۰ سال فوت ہوگئے۔ ان کی نعش ۶ اپریل ۱۹۲۹ء کو قادیان پہونچی۔ جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح نے خود پڑھایا۔ اور مرحوم مقبرہ بہشتی کے خاص احاطہ میں دفن کئے گئے۔ مرحوم نے اپنی جائداد کا حصہ اپنی زندگی میں خود داخل کرا دیا تھا۔ اور حصہ آمد ماہوار ادا کرتے تھے۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۳۱۳ سابقین اصحاب میں سے تھے۔ بہت مخلص اور صالح انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے۔

سید محمد سرور شاہ
سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی قادیان

وصیت کی ادائیگی میں نے حسب اقرار حساب کر کے مبلغ ۶۸۸ روپیہ جو میرے پراویڈنٹ فنڈ سوا ن ... نکلتا تھا بتاریخ ۱۶ مارچ ۱۹۲۹ء کو ادا کر دیا ہے ؟ لاہور

خاکسار شیخ عطاء اللہ ولد نمپت رائے

درخواست دعا احباب امتحان میں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار گل محمد احمدی منٹگمری

۲- میری اہلیہ عرصہ سوا سال سے تپ اور کھانسی سے بیمار ہے۔ اس کی صحت یابی کے لئے احباب سے درخواست دعا ہے

خاکسار شاہ محمد احمدی از کھاریان

۳- خاکسار امسال بی۔ اے کے امتحان میں داخل ہوگا۔ بزرگان ملت سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ اعلیٰ اور بابرکت کامیابی عطا فرمائے۔ ایم ابراہیم احمد [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۲۸ء

سوراج یا ہندو راج

(۲)

ادھر ہندو کانفرنس کی قراردادوں اور ہنوں کے ہندوؤں کے سیاسنامہ نے ہی گو ہندو مسلمانوں میں اتحاد کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اور آئندہ کے لئے مفاہمت کے خیال کو ایک وہم ثابت کر دیا تھا۔ مگر اس کے باوجود ہندوستانی قوم پرستوں کو خیال تھا۔ کہ ہندو مہاسبھا کا جو اجلاس جبل پور میں منعقد ہو رہا ہے۔ ممکن ہے۔ وہ حالات میں کچھ اصلاح کرنے کا موجب ہو سکے۔ اور ہندوؤں کی وطن کے لئے تباہ کن کارروائیوں کی کچھ نہ کچھ تلافی ہو جائے مگر حالات پیش آمدہ نے ظاہر کر دیا ہے۔ کہ ہندو کوئی ایسی تجویز یا تحریک منظور کرنے پر آمادہ نہیں ہیں۔ جس سے ان کے اقتدار و تسلط میں کچھ فرق آنے کا احتمال ہو۔ اور جس کے ذریعہ مسلمانوں کو اپنے جائز اور واجبی حقوق کے حصول میں کوئی مدد مل سکے۔

جبل پور میں ہندو مہاسبھا کا اجلاس ختم ہو چکا ہے۔ اور اس میں پاس شدہ قراردادیں اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔ جیسا کہ پہلے سے ہی توقع تھی۔ اس میں بھی سندھ کی علیحدگی کی پورے زور کے ساتھ مخالفت کی گئی ہے۔ اور ڈاکٹر مونجے کی پیش کردہ علیحدگی سندھ کے خلاف قرارداد تمام حاضرین کی تائید سے پاس ہو گئی۔ صرف چار اشخاص نے اس قرارداد کی مخالفت کرتے ہوئے سندھ کی علیحدگی کے متعلق ہندو مہاسبھا کو کانگریس اور آل پارٹیز کانفرنس کے فیصلہ کا احترام کرنے کا مشورہ دیا۔ مگر ان کی آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ اور ہندو مہاسبھا نے عملی طور پر اعلان کر دیا۔ کہ بمبئی کے ساتھ سندھ کے الحاق کی صورت میں ہندو سندھ کے مسلمانوں کی اکثریت کے جن فوائد کو غصب کئے ہوئے ہیں۔ انہیں کسی حالت میں بھی واپس کرنے پر رضامند نہیں ہو سکتے۔

ان چار اصحاب میں سے جنہوں نے مہاسبھا میں پیش شدہ تجویز کے خلاف رائے ظاہر کی۔ ایک پنڈت مدن موہن صاحب مالویہ بھی ہیں۔ اور پنڈت صاحب وہ شخص ہیں۔ جنہیں مہاسبھا کے جنم داتا اور اس کا رکھشک (محافظ) کہا جاتا ہے۔ اور آج تک مہاسبھا کو کبھی اتنی جرأت نہیں ہوئی۔ کہ ان کی کسی رائے کے خلاف کوئی بات کر سکے۔ لیکن تعجب ہے۔ سندھ کی علیحدگی کے متعلق وہ اپنا تمام زور فصاحت خرچ کر دینے کے باوجود کئی ہزار کے مجمع میں سے اپنی تائید میں تین آراء کے سوا کچھ حاصل نہ کر سکے۔

علاوہ ازیں پنڈت مالویہ جی کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے پروفیسر جا پلانی نے جس راز کا انکشاف کیا۔ وہ اور بھی زیادہ حیران کن ہے۔ انہوں نے کہا:-

"ترمیم کے محرک و نریدپا پرشناد گم) و موید (مالوی جی) نے صاف الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔ کہ وہ سندھ کی علیحدگی کے حق میں نہیں ہیں۔ ان کی غرض و غایت محض یہ ہے۔ کہ اس معاملہ کو عام اصول کا رنگ دے کر بالواسطہ اپنا مقصد حاصل کریں۔ میں صاف اور واضح طریق عمل کے اختیار کرنے کا حامی ہوں" (انقلاب ۱۳ - اپریل)

ہندو مہاسبھا کے اس فیصلہ کے متعلق ہندوؤں کے ہی ایک طبقہ نے جس میں بڑے بڑے آدمی اور اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ کے ممبران شامل ہیں۔ اور جن کا بیان ہے کہ

"ہم نے اس اجلاس کو کامیاب بنانے کی حتے الامکان کوشش کی" (تیج ۱۳ اپریل)

انہوں نے اپنے بیان میں لکھا ہے۔ کہ

"ہندو مہاسبھا نے وہ رویہ اختیار کیا ہے۔ جو مصلحت وقت کے خلاف اور غیر منصفانہ ہے" (تیج ۱۳ اپریل)

مگر باوجود اس کے کوئی ہندو ایسا نظر نہیں آتا۔ جو مہاسبھا کے فیصلہ کو مسترد کرانے کی ہمت رکھتا ہو۔ اور عملی طور پر اس فیصلہ سے بیزاری اور علیحدگی اختیار کر رہا ہو۔

جب صورت حالات اس درجہ نازک ہو چکی ہے۔ تو کیا مسلمان راہنماؤں کا فرض نہیں ہے۔ کہ اسلامی حقوق کے تحفظ کا بہترین انتظام کریں۔ اور خاص کر اس صورت میں جبکہ مسلمانوں کے بعض لیڈر کہلانے والے ہی مسلمانوں کے حقوق کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں۔ چنانچہ پنجاب کا ایک اخبار جو آج کل ہندو پرستی میں حد سے بڑھا جا رہا ہے۔ باوجود اس بات کے تسلیم کرنے کے کہ ہندو لیڈر روز بروز ترتیب دستور اور مفاہمت کو ناممکن بناتے جا رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کے ساتھ منصفانہ سلوک پر رضامند ہوتے نظر نہیں آتے مسلمانوں کو یہ تلقین کر رہا ہے۔ کہ

"اگر ڈاکٹر مونجے یا ان کے ہم خیالوں کی فرقہ پسندی انہیں اتنی سی رواداری کی بھی اجازت نہیں دیتی۔ تو ہم قائدین وطنیت کی خدمت میں عرض کریں گے۔ کہ وہ اس وقت وضع دستور کا ارادہ ملتوی کر کے اپنی تمام کوششیں ملک کے آزاد کرانے کے لئے وقف کر دیں۔ تاکہ ان لوگوں کو افتراق پسندی کے مظاہرہ کا موقعہ نہ ملے۔ اگر ملک کو غلامی سے نجات مل گئی۔ تو تدوین دستور کا کام زیادہ مشکل نہیں"

سمجھ میں نہیں آتا۔ جب ہندو موجودہ حالت میں مسلمانوں کو ان کے واجبی حقوق دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تو ملک کے آزاد ہونے کی صورت میں جب ساری طاقت اور قوت ان کے ہاتھ میں چلی جائے گی۔ کس طرح مسلمانوں کے حقوق محفوظ کئے جائیں گے۔

درحقیقت یہ سب کہنے کی باتیں ہیں۔ اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی چالیں۔ مسلمانوں کو نہایت محتاط رہنا چاہیئے اور اپنے حقوق کے تصفیہ پر پورا پورا زور دینا چاہیئے۔

یورپ جانے والا ہندو مشن

مس ملر کی شدھی جن حالات اور جن اغراض کے ماتحت ہوئی ہے۔ ان کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی ایسا شخص اس کے متعلق فخر کا اظہار نہیں کر سکتا۔ جو مذہب کو کھیل تماشہ یا جذبات نفسانی پورا کرنے کا ذریعہ نہیں۔ بلکہ اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ لیکن آریہ اس شدھی پر بڑے فخر اور خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔ حتے کہ اسے بنیاد قرار دے کر اپنا ایک مشن یورپ میں آریہ دھرم کے پرچار کے لئے بھیجنے کی تجویزیں کر رہے ہیں۔ اگر اس مشن کے ممبروں نے بھی اپنے دھرم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے اسی قسم کے دلائل سے کام لیا۔ جنہیں استعمال کر کے مہاراجہ صاحب اندور نے مس ملر کو اپنا معتقد بنایا۔ اور آخر شدھی کی ویدی پر چڑھا لیا۔ تو ایک ایک ممبر کو کم از کم ایک ایک عقیدتمند کا مل جانا کوئی مشکل بات نہیں۔ اور پھر اس کا شدھ ہو کر مس ملر کی پوری پوری تقلید کرنے کے لئے تیار ہو جانا بھی معمولی بات ہے۔ لیکن اس قسم کی شدھی کے جو نتائج رونما ہو سکتے ہیں۔ ان کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض آریوں کو ابھی سے خوف لاحق ہو رہا ہے۔ چنانچہ آریہ اخبار "پرکاش" (۲۸ مارچ ۱۹۲۸ء) ایسے ہی لوگوں کی ترجمانی کرتا ہوا لکھتا ہے:-

"مہاراجہ صاحب اندور سے پہلے ہندوستان کے کچھ راجاؤں نے پریم کے وش ہو کر کچھ انگریز دیویوں سے وواہ کئے ہیں۔ جو تجربے کامیاب نہیں ہوئے۔ راجہ صاحب ٹکاری کے خلاف ایک انگریز عورت کا مقدمہ تو اس وقت بھی عدالت میں چل رہا ہے"

ان حالات میں اس مشن کو جسے ہندو مہاراجہ صاحب اندور کی امداد سے یورپ میں پرچار کے لئے بھیجنا چاہتے ہیں۔ اپنا پروگرام سوچ سمجھ کر بنانا چاہیئے۔ تاکہ جس خطرہ کا "پرکاش" نے اظہار کیا ہے۔ وہ انہیں پیش نہ آ جائے۔ اور راجہ [illegible] انہیں عدالت میں یہ بیان نہ دینا پڑے۔ کہ شدھی [illegible] ڈھکوسلہ تھا۔ اصل مطلب دل لگی تھی۔

مس ملر کی شدھی یا مہاتما چاندو کی

ابھی میں نے لکھا ہے۔ کہ کچھ ہندو اور سارے کے سارے آریہ مس ملر کی شدھی پر بڑا فخر کر رہے اور بہت خوش ہوئے ہیں۔ یہی نہیں۔ بلکہ آریہ تو اس سے بھی آگے جا رہے ہیں چنانچہ ۱۸ مارچ کا پرکاش لکھتا ہے:۔

"اس وقت تو اس شدھی پر سارا ہندو جگت خوش ہو رہا ہے۔ لیکن آریہ سماجسٹ پرشوں کے لئے تو وشیش گورو کا سمے ہے۔ وہ آج اپنا سر فخر سے بلند کر سکتے اور کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان کے گورو رشی دیانند نے سب سے پہلے یہ آواز اٹھائی کہ وید منش ماتر کی میراث ہیں۔ ان کا دروازہ سب کے لئے کھلا ہے۔ ویدک دھرم عالمگیر ہے۔ جو کوئی چاہے اس میں داخل ہو سکتا ہے"

اگرچہ آریوں کو حق ہے۔ کہ اپنے رشی کی طرف جو بات چاہیں۔ منسوب کریں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ وہ شدھی جس کے وقوع پذیر ہونے کا باعث ایک ایسا شخص ہو۔ جس کے متعلق خود پرکاش کی یہ رائے ہو۔ کہ "اس وقت تک ان کی زندگی ایک اوباش کی زندگی گذری ہے۔ امید کرنی چاہیئے۔ کہ مس ملر کی شدھی درحقیقت ان کی شدھی ہوگی" اس کا سوامی جی کی اٹھائی ہوئی آواز پر عمل کرنا کس قدر سوامی جی کی عزت میں اضافہ کا باعث ہو سکتا ہے

"زمیندار" سے

معاصر "انقلاب" سے "زمیندار" نے جو مصاف آرائی شروع کی۔ اور پھر جس طرح منہ کی کھا کر پسپا ہوا۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ لیکن "زمیندار" کے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ بارہا اس کے ساتھ ایسا ہی ہوا۔ اور اگر وہ ہر ایک سے خواہ مخواہ چھیڑ خانی کرنے کی عادت سے باز نہ آیا۔ تو معلوم نہیں آئندہ کتنی دفعہ کے ساتھ ایسا ہی ہو۔ ہم اسے دوستانہ مشورہ دیتے ہیں۔ وہ اس عادت کو چھوڑ دے۔ کہ یہ موجودہ دور تمدن و تہذیب میں کچھ زیادہ پسندیدہ نہیں۔ اور ہمارے ساتھ خواہ مخواہ الجھنے کی بجائے اپنے "قبلہ و کعبہ ظفر الملت والدین" کی خیر منائے۔ جو آج کل اپنے پرانے رازداروں کے پنجہ میں بُری طرح پھنسے ہوئے ہیں۔ اور جنہیں "گھر کے بھیدی" [illegible] کا عزم کئے ہوئے ہیں۔ ان کی شہرت اور ساکھ کو قائم رکھنے کے لئے اس وقت زمیندار کو سخت [illegible] جد وجہد کی ضرورت ہے۔ خطرہ ہے۔ کہ اگر اس نے اس طر[illegible] نہ کی۔ تو یقیناً "حضرت مولانا" کو "کارخانہ شکر[illegible]

قیام کی تجاویز کے سوا کوئی چارہ نہ رہے گا۔ اُدھر مدیر زمیندار کو گنجینوں کی تلاش میں سرگردان رہنا پڑے گا۔

مسلمانوں کی درسگاہوں کی حالت

خدا کی شان ایک تو وہ وقت تھا جب مسلمان ایک عالم پر حکمرانی کرتے اور ساری دنیا ان کے انتظام اور اہتمام کا لوہا مانتی تھی۔ یا آج یہ وقت ہے۔ کہ ان کے معمولی معمولی ادارے بھی ان کی انتظامی ناقابلیت اور نااہلیت کا ماتم کر رہے ہیں حتے کہ اس وقت جبکہ وحشی سے وحشی اور جاہل سے جاہل قومیں بھی تعلیمی میدان میں بہت ترقی کر گئی ہیں مسلمانوں کی نہ دینی تعلیم کا انتظام درست ہے۔ نہ دنیوی کا۔ چنانچہ اخبار "زمیندار" یکم اپریل لکھتا ہے:۔

"علی گڑھ اور دیوبند کے حالات ہمارے پیش نظر ہیں آئے دن ہڑتالوں اور مناقشوں کی دل خراش صدائیں سنائی دیتی ہیں"

اسی طرح اخبار مسلم راجپوت ۱۴ اپریل لکھتا ہے۔

"افسوس دیوبند کی قدیم اور معزز عربی درسگاہ اپنے ہی کارکنوں کے ہاتھوں تباہی کی طرف جا رہی ہے"

مسلمان اگر عقل و فکر سے کام لے کر دیکھیں۔ کہ ان کے اسلاف کیا تھے۔ اور ان کی کامیابی اور کامرانی کی کیا وجہ تھی تو وہ خود بھی بہت کچھ اپنی اصلاح کر سکتے ہیں۔ مگر افسوس کہ وہ اپنے اندر اس جذبہ کو پیدا نہیں کرتے۔ جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے سینہ میں پایا جاتا تھا۔ اور جسے اس زمانہ میں بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے پیرووں کے دل میں پیدا کر دیا ہے۔

"صداقت" کی بطالت

میرٹھ کے ایک نوزائیدہ اخبار "صداقت" نے اپنے ۱۳ اپریل کے پرچہ میں اول تو "الفضل" کے ایک اقتباس میں تحریف کرنے کا جرم کیا ہے۔ پھر تحریف شدہ عبارت پر استہزا اور تمسخر کی بنیاد رکھی ہے۔ میں نہیں سمجھتا۔ اخبار مذکور نے اپنے نام کی رعایت سے اس فعل کا ارتکاب کیا ہے۔ یا کسی اور کی تحریف کردہ عبارت کو الفضل کے سر تھوپ دیا ہے۔ بہر حال اسے مطلع کیا جاتا ہے کہ جس فقرہ پر اس نے مذاق اڑایا ہے۔ وہ اس طرح نہیں جس طرح اس نے نقل کیا ہے۔ اور جو یہ ہے۔ کہ "خدا کے رسول مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اگست ۱۹۰۲ء میں بیوی بنایا تھا"

[illegible] ئی ہے۔ کہ

"خدا کے رسول مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اگست ۱۹۰۲ء میں میاں بیوی بنایا تھا"

(دیکھئے اخبار الفضل ۲۰ مارچ ۲۸ء)

صاف ظاہر ہے۔ کہ اس فقرہ کے پڑھنے سے وہ بنیاد ہی منہدم ہو جاتی ہے۔ جس پر "صداقت" نے اپنی بطالت کی بنیاد رکھی ہے کیا "صداقت" اتنا بھی اپنا فرض نہیں سمجھتا۔ کہ اعتراض کرنے سے قبل یہ دیکھ لے۔ کہ مخالف کی طرف جو بات منسوب کر رہا ہے۔ وہ مخالف نے کہی بھی ہے۔ یا نہیں۔

گورنمنٹ کے خلاف آریوں کے ستیہ گرہ کا حشر

آریوں نے گذشتہ نومبر کے ابتدائی ہفتہ میں "آریہ کانگریس" کا اجلاس دہلی میں منعقد کر کے یہ تجویز پاس کی تھی۔ کہ وہ گورنمنٹ کے احکام کی خلاف ورزی کریں گے۔ مگر اس کام کو شروع اس وقت کریں گے۔ جب ۱۰ ہزار والنٹیر اور پچاس ہزار روپیہ جمع کر لینگے۔

آریوں کے ان ارادوں کا ذکر کرتے ہوئے ۲۵ نومبر ۱۹۲۷ء کے الفضل میں لکھا گیا تھا کہ

"ہم اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کے کسی حکم کی خلاف ورزی کرنے کی آریوں کو باوجود اپنے رشی کی تلقین کے نہ آج تک جرأت ہوئی ہے۔ اور نہ آئندہ ہوگی"

اسی مضمون میں یہ بھی لکھا تھا۔ کہ

"آریوں کی ستیہ گرہ کی تیاری کا تعلق جہاں تک گورنمنٹ سے ہے۔ ہم اسے محض ڈراوا قرار دیتے ہیں۔ اس سے زیادہ آریوں کو گورنمنٹ کے متعلق کچھ کرنے کی نہ ہمت ہے۔ اور نہ طاقت اور ہم دعوے کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ آریہ خواہ زبانی کس قدر ہی جمع خرچ کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کے بالمقابل کھڑے ہونے کے لئے وہ قطعاً تیار نہ ہونگے"

ہمارا یہ دعوےٰ جو اس قدر صاف اور واضح الفاظ میں کیا گیا تھا حرف بحرف صحیح ثابت ہوا ہے۔ اور نارائن سوامی جی نے جن کے سپرد والنٹیروں کا بھرتی کرنا اور روپیہ فراہم کرنا تھا۔ گوروکل کانگڑی کے جلسہ میں صاف صاف کہدیا ہے۔ کہ

"دہلی کے پاس کردہ ریزولیوشن کی آج تک تعمیل نہیں ہوئی دیکھا ابھی تک دس ہزار والنٹیر اور پچاس ہزار روپیہ پنجاب نے اکٹھا کر کے نہیں دیا۔ جو کہ آریہ سماج جیسی ایک زندہ سوسائٹی کے لئے باعث شرم ہے۔ مجھے اس کا بہت شوک ہے۔ کہ آپ عملی کام تو کوئی نہیں کرتے۔ اور تجویز بنانے میں شیر ہیں" (ملاپ ۱۱۔ اپریل)

آریہ عملی کام تو بہت کچھ کرتے ہیں۔ مگر ستیہ آگرہ کے لئے کیا کریں۔ سامنے گورنمنٹ نظر آ رہی ہے۔ جب اس کا مقابلہ کرنے کیلئے انہوں نے سوامی دیانند جی کے احکام کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ تو نارائن سوامی [illegible]

احمدی مبلغ دمشق اور علمائے دمشق

عزیز محترم مولوی جلال الدین صاحب مولوی فاضل مبلغ شام کے حدود شام سے حکماً نکال دئے جانے کی مختصر اطلاع احباب الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب مولوی صاحب موصوف کی طرف سے جو تفصیلی حالات موصول ہوئے ہیں۔ وہ درج ذیل کئے جاتے ہیں ؛

(ایڈیٹر)

قارئین کرام اخبار الفضل کو میرے زخمی ہونے کا حادثہ یاد ہوگا۔ کہ وہ مشائخ و ملاؤں کی برانگیخت اور انہی کے خفیہ منصوبوں کا نتیجہ تھا جب وہ دلائل کی رو سے مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئے اور بعض ذی علم اصحاب بھی سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ اور اہل علم طبقہ پر بھی علماء کی دینی علوم سے جہالت ظاہر ہونے لگی۔ تو انہوں نے جیسا کہ ہمیشہ سے خداوندی سلسلوں کے دشمنوں کی عادت رہی ہے میرے نکلوانے کی کوشش کی۔ مگر رئیس الحکومتہ شیخ یا ملا نہ تھا۔ جو ان کی درخواست کی طرف توجہ دیتا۔ جب انہوں نے اس طرح ناکامی دیکھی۔ تو پھر میرے قتل کی تجویز کی۔ چنانچہ انہوں نے اپنی طرف سے مجھے قتل بھی کر دیا۔ مگر اللہ تعالےٰ کے فضل اور میرے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور احمدی بھائیوں اور بہنوں کی دعاؤں کی برکت سے وہ اپنے اس مقصد میں ناکام ہوئے۔ اور اللہ تعالےٰ نے مجھے شفا عطا فرمائی ؛

اس حادثہ سے لوگوں کی سلسلہ کی طرف اور زیادہ توجہ ہوئی۔ شفا پانے کے بعد میں نے ہوٹل میں قیام کیا۔ اور ماہ رمضان میں قرآن مجید کا درس دینا بھی شروع کر دیا جس سے لوگ اور بھی اس طرف متوجہ ہوئے۔ اور مجھے خدا تعالےٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ کہ میں اپنے قاتلوں کے سامنے پھر اسی ہمت اور استقلال سے تبلیغ کروں۔ جیسا کہ حادثہ سے پہلے تبلیغ کرتا تھا۔

بعض مشائخ نے نہایت تعجب ظاہر کیا۔ اور حیرت سے دریافت کیا۔ کہ کیا وہ اس حادثہ کے بعد بھی یہاں سے نہیں جائیگا قنصل نے بھی مجھے بلوا کر کہا۔ کہ چونکہ آپ کے دشمن بہت ہو گئے ہیں۔ اس لئے آپ یہاں سے کسی اور مقام پر چلے جائیں۔ میں نے جواب دیا۔ کہ میں ایسے وقت میں یہاں سے جانا بزدلی خیال کرتا ہوں۔ میں یہاں ہی رہوں گا۔ اور جو کام میرے سپرد کیا گیا ہے جہاں تک مجھ میں طاقت ہے۔ سرانجام دوں گا۔

اس عرصہ میں خاص طور پر لوگوں کا سلسلہ کی طرف رجحان تھا۔ چنانچہ میرے شفا پانے کے بعد ایک ماہ میں بارہ تیرہ اشخاص سلسلہ میں داخل ہوئے۔ اور بہت سے لوگ تحقیقات کر رہے تھے گذشتہ ہفتہ بھی چار اشخاص سلسلہ میں داخل ہوئے۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں (۱) حسن بن عبداللہ الخزدری (۲) خلیل الخضری جو مشہور تاجر ہیں۔ (۳) حمدی آفندی بن راغب سلطان (۴) آمنہ بنت شیخ عمر زوجہ ابو محمد

ایک اور بات جو سلسلہ کی اشاعت میں ممد ہوئی۔ وہ مشائخ کی کتاب اصح الاقوال کا جواب میزان الاقوال تھا۔ زخمی ہونے سے ایک دن پہلے میں اس کتاب کا ٹائٹل پیج چھپنے کے لئے دیکر آیا تھا پھر میں ہسپتال میں ہی تھا۔ جو کتاب چھپ کر تیار ہو گئی۔ اس کتاب میں مشائخ سے فتنہ دجال و نزول المسیح وغیرہ کے متعلق احادیث کی بنا پر بیس سوالات ہیں۔ اور ان کے اعتراضات کے جوابات اور قرآن مجید و حدیث سے اس بات کا ثبوت کہ تبلیغ سے روکنا اور قتل کی خفیہ تدبیریں کرنا اور نکلوانے کی کوششیں کرنا یہ انبیاء اور صلحاء کے اعداء کا کام رہا ہے۔ انبیاء یا ان کی جماعتوں نے ایسا کام کبھی نہیں کیا اس میں ان کو یہ بھی تحدی کی۔ کہ دیکھو اللہ تعالےٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ ہے۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ۔ کہ آپ کے اتباع دلائل و براہین کی رو سے دوسروں پر غالب رہیں گے۔ اس لئے میرا ایمان ہے۔ کہ تم میں سے کوئی ملا میرا دلائل کی رو سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔

یہ کتاب تقسیم کی گئی۔ لوگوں نے قبولیت کی نظر سے دیکھا بعض مشائخ کے جواب کی انتظار کرنے لگے۔ مگر کسی ملا کو جواب دینے کی جرأت نہ ہوئی۔ اب انتخابات کا وقت آگیا۔ تاکہ قانون اساسی بنایا جائے۔ اور حکومت نے اپنے بعض منافع و مطامع سیاسیہ کی خاطر شیخ تاج الدین ابن شیخ بدرالدین کو موقتاً رئیس الوزارۃ بنا دیا۔ اس کے پاس مشائخ کے وفود جانے لگے۔ اور میرے نکلوانے کیلئے آہ و زاری کی۔ اور درخواستیں پیش کیں سو جب وہ بیروت گیا۔ تو اس کے تین دن بعد ہائی کمشنر کی طرف سے مجھے اس حکم کی نقل دی گئی جس میں لکھا ہے :-

"چونکہ استاذ جلال الدین شمس ابن امام الدین الاحمدی کا یہاں پر رہنا مرغوب اور باعث قلق راحت عامہ ہے۔ اس لئے ان کے نکالنے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ سیکرٹری عام ہائی کمشنر اور مفتش پولیس عمومی ہر دو ان امور میں جو ان سے متعلق ہیں۔ اس قسم امر کی تنفیذ کے لئے مکلف ہیں" ؛

اس حکم کے پورے تین دن پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور کہتا ہے۔ کہ تین دن تک آپ کے نکالنے کا حکم صادر ہوگا چنانچہ اس کے مطابق مجھے ٹھیک تیسرے دن حکم پہونچا۔

گیارہ مارچ کو میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے نام تار دیا۔ کہ حکومت نے مجھے شام چھوڑنے کے لئے مجبور کیا ہے لہذا بغداد جاؤں یا فلسطین۔

۱۳ر مارچ کو ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے تار ملا۔ ہائی کمشنر کے پاس اپیل کرو۔ کہ بیروت میں ٹھہرنے کی اجازت دے۔ بصورت دیگر حیفا پہونچ جاؤ۔

چونکہ حکم ہائی کمشنر کی طرف سے تھا۔ اس لئے اس قرار کو منسوخ کرانے کے لئے وقت درکار تھا۔ لہذا میں سید منیر آفندی الحصنی کو اپنا قائم مقام مقرر کر کے اور جماعت کو چند ہدایات دیکر ۱۷ر مارچ کو جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زھوقا پڑھتا ہوا حیفا پہونچا۔ کیونکہ ملاؤں کا میرے نکلوانے کی کوشش کرنا صرف ان کے دلائل کی رو سے مقابلہ سے عاجز آنے کی وجہ سے تھا۔ اور یہ کہ ان کے پاس کوئی معقول جواب نہیں رہا۔ جبھی تو وہ ان اوچھے ہتھیاروں پر جو ہمیشہ سے کفار کا طریق رہا ہے۔ اتر آئے۔ جو حق کے غالب اور باطل کے کافور ہونے کی دلیل بین ہے۔ زمانہ مسیح ناصری کی یاد پھر تازہ ہو گئی۔ مسیح ناصری کو تیسرے سال صلیب پر لٹکایا گیا۔ بیہوشی کی حالت طاری ہو گئی۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بچا لیا پھر آپ کو وہاں سے ہجرت کرنی پڑی۔ اسی طرح اس وقت کے مثیل یہود مشائخ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ادنیٰ خادم کو تیسرے سال قتل کرنا چاہا جس سے اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ انہوں نے قتل کی خبر مشہور کر دی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے بچا لیا پھر وہاں سے نکلنے کے لئے مجبور کیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۱۹۲۴ء میں دمشق تشریف لائے اور منارۃ البیضاء کے پاس دمشق کے دروازہ میں آپ نے نزول فرمایا۔ تا وہ حدیث پوری ہو جس میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ مسیح دمشق کے دروازہ میں منارہ کے پاس نزول کریگا۔ چنانچہ سنتراں ہوٹل جس میں آپ نے قیام فرمایا۔ وہ دمشق کا دروازہ ہی ہے۔ اور مسجد جامعہ اموی کے منارہ کے شرقی جانب ہے۔ اور آپ تین دن تک جو نزیل کی احادیث میں مدت بیان ہوئی ہے۔ وہاں ٹھہرے۔ آپ کی آمد سے ایک شور برپا ہو گیا۔ لوگوں نے سلسلہ کے متعلق مختلف رائیں ظاہر کیں۔ پھر ایک سال کے بعد حضور نے خاکسار اور سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کو برائے تبلیغ بھیجا۔ شاہ صاحب نے ایک ٹریکٹ حقائق عن الاحمدیہ شائع کیا۔

اور بہت سے لوگوں سے گفتگو ہوئی۔ ایک ماہ کا عرصہ ہمارے پہونچنے پر گذرا تھا۔ کہ حکومت اور اہالی جبل دروز کے مابین لڑائی شروع ہو گئی۔ جس میں چند دن کے بعد اہالی شام بھی جبل دروز کے ساتھ مل گئے۔ تا وہ بات جو اللہ تعالےٰ نے ۲۳ سال پہلے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ کہی تھی۔ پوری ہو (بلاءِ دمشق۔ سیٹ لے سیٹ۔ ایک اور بلا برپا ہوئی) چنانچہ دمشق ایک عظیم .... بلا میں مبتلا ہوا۔ جس کی نظیر تین ہزار سال پہلے تک نہیں ملتی۔ شاہ صاحب چھ ماہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حکم کے موافق واپس ہند چلے گئے۔ اور خاکسار اپنی طاقت کے موافق ان حالات میں جبکہ لوگوں کو رات دن اپنی جانوں کا فکر رہتا تھا۔ شہر میں جنگ ہوتی۔ توپیں دمدناتی مشین گنیں چلتیں۔ اور بم کے گولوں کے پھٹنے کی آوازیں ہر طرف سنائی دیتی تھیں۔ کام کرتا رہا۔ دو سال تک یہی حالت رہی۔ مارشل لاء قائم رہا۔ اجتماعات ممنوع رہے۔ جب احکام شدیدہ میں ذرا تخفیف ہوئی۔ تو میں نے اس منارہ کے نیچے جس کے پاس حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا نزول ہوا تبلیغ کے لئے مکان لیا۔ جہاں پانچ اشخاص نے بیعت کی جن میں سید منیر آفندی الحصنی اور سید ابو علی مصطفےٰ بھی تھے۔ اس کے بعد شہر میں ایک تحریک پیدا ہوئی۔ اور مشائخ میں ایک ہلچل پڑ گئی۔ اور وہ حدیث کہ مسیح منارہ کے نیچے سے نکلیگا۔ مسیح موعود کی دعوت کے اس مقام کے پھیلنے سے پوری ہوئی جو منارہ کے نیچے ہے۔

اللہ تعالےٰ نے جن لوگوں کو دمشق اور دوسری جگہوں میں سلسلہ کی قبولیت کی توفیق عطا فرمائی۔ بچوں وغیرہ کو چھوڑ کر ان کی تعداد تقریباً پچاس ساٹھ ہے۔ جن میں سے میں بارہ مخلصین کے نام بالترتیب ان کے اخلاص اور سبقت بالایمان کو مدنظر رکھتا ہوا لکھتا ہوں۔

۱۔ احسان سامی حقی۔ ۲۔ ممدوح افندی حقی۔ ۳۔ محمد اسمٰعیل بیک حقی ۴۔ منیر افندی الحصنی ۵۔ ابو علی المصطفےٰ ۶۔ ابو صالح محمد صلاح ۷۔ محمد خلیل الباشا ۸۔ ابو محمود محمد الوجود البارودی ۹۔ محمد شریف چوہدری بازار دام ۱۰۔ صبحی افندی راغب ۱۱۔ حمدی افندی ذکی نویلاتی۔ ۱۲۔ خلیل الخضری و علی بیک حیدر

میں تمام احباب سے دعا کے لئے عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اپنے سلسلہ کو جلد تر ان ممالک میں پھیلائے۔ اور ان لوگوں کو جو سلسلہ میں داخل ہیں۔ ہر قسم کی تکالیف اور مصائب اور ابتلاؤں سے محفوظ رکھے ہمیں اور انہیں تبلیغ کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ والسلام۔ خادم جلال الدین شمس احمدی از حیفا۔

دُرِّ عدن اور غیر مبایعین کا پروپیگنڈا

اخبار پیغام صلح ۱۳ مارچ ۱۹۲۸ء میں "انقلاب" ۱۰ مارچ کو مدنظر رکھکر اخبار کے مدیر جدید مولوی عصمت اللہ صاحب نے کسی نقاب پوش کے کہنے اور اکسانے پر "ایک شر انگیز تحریر" کے عنوان سے در عدن پر لے دے کی۔ اور ظاہر کیا کہ ان کو گویا انقلاب نے متوجہ کیا ہے۔ اس لئے وہ بعد میں گویا ہوئے۔ ورنہ وہ خود تو در عدن سے غافل تھے۔ حالانکہ اس تمام پروپیگنڈا کی مشین بنانے والے ان کی جماعت کے ہی بعض وہ مردمان بے کار ہیں۔ جو ملازمت پولیس سے اپنی حسن خدمات کی وجہ سے پنشن یاب ہو کر اپنے واسطے کوئی دوسرا مفید مشغلہ نہ پا کر اس شغل بے کاری میں کسی ذاتی عناد کی بنا پر مصروف ہیں۔ اور ان کو اس مشین کے چلانے کے واسطے ایک مستری بھی مل گیا ہے۔ جسے مؤلف کے ذریعہ ناجائز طور پر چندہ دراہم وصول کرنے کا موقع نہ ملنے کے سبب شکایت پیدا ہو گئی تھی۔ پس اس نے غیر مبایعین کے ذریعہ اخبار پیغام اور خلافت والوں کے ذریعہ اخبار انقلاب اور ترجمان سرحد کے کاندھوں پر اپنی بندوق عناد رکھکر چلانے کی کوشش کی۔

مدیر پیغام لاہور نے یہ تو کہدیا کہ شہریار افغانستان کو نہایت ناپاک گالیاں دی گئی ہیں۔ اور ۷ کروڑ مسلمانوں کے جذبات منافرت کو برانگیختہ کیا گیا ہے۔ مگر یہ نہ دیکھا کہ وہ الفاظ جو ان کے زعم میں ناپاک گالیاں ہیں۔ کب اور کیوں لکھے گئے۔ مدیر موصوف نے اگر خود در عدن کا مطالعہ کیا ہوتا۔ اور تعصب کی پٹی اتار دی ہوتی۔ تو ان گالیوں کا دینے والا سب سے اول شاہ ان کو اپنا ہی امیر جماعت نظر آتا۔ جس نے حضرت شیخ عبدالرحمن حضرت سید عبداللطیف حضرت نعمت اللہ خاں اور حضرت عبدالحلیم اور حضرت نور علی کو یکے بعد دیگرے علماء افغانستان کے فتویٰ سے مرتد قرار دیکر سنگ باری سے قتل و رجم ہوتا دیکھا۔ تو بار بار لکھا کہ یہ بالکل غلط ہے۔ کہ احمدی کافر یا مرتد ہیں۔ یا مرتد کی سزا قتل ہے۔ اور یہ کہ محض اختلاف عقیدہ کی بنا پر کسی مظلوم کو قتل کرنا ظلم عظیم ہے اور ظلم کرنے والے سے ضرور باز پرس ہوگی۔ اور ظالم کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

اگر یہ باتیں ناپاک گالیاں ہیں۔ تو ان کے امیر جماعت نے اردو نثر میں دی تھیں۔ شاہ ان کے نزدیک اگر ان کا امیر اردو میں ایسی باتیں لکھدے تو چونکہ شاہ کابل کی زبان اردو نہیں۔ اس واسطے وہ ناپاک گالیاں نہیں کہلا سکتیں اور اگر فارسی زبان میں وہی باتیں لکھدی جائیں۔ تو چونکہ کابل کی درباری زبان فارسی ہے۔ اس لئے ناپاک گالیاں بن جاتی ہیں۔ مگر وہ یہ عذر کرتے کہ ان کے امیر نے یہ باتیں ۱۹۲۶ء اور اس سے قبل لکھی تھیں۔ اور ہم نے حال میں لکھی ہیں۔ اس واسطے ۱۹۲۶ء کی بات اگر ۱۹۲۷ء یا ۱۹۲۸ء میں دہرائی جاوے تو گالی بن جاتی ہے۔ تو ان کو واضح ہو کہ اس کتاب میں جون ۱۹۲۶ء کے بعد کی کوئی تازہ نظم فارسی موجود نہیں۔ اگر وہ اس کے خلاف ثابت کر سکیں۔ تو مؤلف رسالہ ان کو مبلغ یکصد روپے انعام دینے کو طیار ہے۔ مگر وہ اور ان کو دھوکا دینے والے ہرگز ایسا نہیں کر سکیں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ دیدہ دانستہ انہوں نے پرانی مے نئے گلاس میں ڈالکر پی ہے۔

اگر ان کو کسی کی بجا شکایت اور امر واقعہ کا اظہار ناپاک گالیاں نظر آتا ہے۔ تو ذرا اپنی جماعت پشاور سے ان حضرات کے اخلاق فاضلہ بھی حلفیہ طور پر دریافت کر لیں کہ اس تحریک کے محرک کن اخلاق فاضلہ کے مالک ہیں کیا ان میں سے ایک جوش غضب میں خدا تعالےٰ کو اور بزرگان سلسلہ احمدیہ کو اور حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا محمود احمد کو نہایت ناپاک الفاظ میں یاد نہیں کیا کرتا۔ ان میں سے بعض نے تو دسمبر ۱۹۲۷ء میں سالانہ جلسہ لاہور سے واپس ہو کر تمام شہر و نواح میں تقریراً و تحریراً جماعت احمدیہ کے امام اور مطاع کو نہایت ناپاک مفتریات کا نشانہ بنائے رکھا جس کا نتیجہ آپ کے وہ "پاک ممبر" فرداً خدا تعالےٰ کے دربار سے پا رہے ہیں۔ اگر ضرورت ہو تو بالتفصیل اطلاع دی جا سکتی ہے۔

مدیر صاحب پیغام کو یاد رہے ہمیں شہریار افغانستان سے کوئی ذاتی بغض اور عناد نہیں۔ جن علماء کے کہنے سے انہوں نے یا ان کے پیش روؤں نے ایک درجن کے قریب احمدی علماء نہایت بیدردی سے رجم و قتل کر دئے تھے۔ جب کراچی میں علی الاعلان انہوں نے ان کی کرتوتوں سے نفرت کا اظہار کیا ہے اور آپ کو بری الذمہ قرار دیا تو ہماری جماعت کے واجب الاطاعت امام نے ان کا بذریعہ تار خیر مقدم کیا۔ اور مبارکباد دی جو اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔

کیا یہ امر اس بات کی دلیل بین نہیں کہ ہم اعلیٰ حضرت شہریار افغانستان کی عزت و توقیر کرتے ہیں۔ اور واقعات گذشتہ کو اب حوالہ بخدا کر کے اپنا رویہ ان کی عداوت پر مبنی نہیں رکھتے۔

پھر در عدن کوئی نئی تصنیف نہیں۔ بلکہ پرانے اشعار کا مجموعہ ہے۔ جو مئی ۱۹۲۷ء میں جمع کیا گیا جبکہ شاہ کابل کے ہندوستان میں سے گذرنے کا خواب شاید ان کو بھی نہ آیا ہو۔ جواب اپنے آپ کو ان کا سب سے بڑا خیر خواہ ظاہر کر رہے ہیں۔

مدیر صاحب پیغام نے لکھا ہے کہ ہمارے خیال میں معزز معاصر (انقلاب) کا یہ مطالبہ (جو حضرت خلیفۃ المسیح سے درباره در عدن کیا گیا ہے) کچھ بے جا نہیں۔ در عدن درحقیقت گالیوں کا پلندہ ہے۔ بلکہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ و دیگر بزرگان دین کو وہ صلوٰتیں سنائی گئی ہیں۔ کہ توبہ بھلی۔

مگر جو اشعار ساری کتاب میں سے بطور نمونہ پیش کئے ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔

بردگو ہرزہ گوئے بدزباں را ــ علمدار گروہ باغیاں را
کہ اے پر از تعصب مرد جاہل ــ چرا خوانی تو ناقص مرد کامل

ان کے متعلق انہوں نے یا ان کی آڑ میں حملہ کرنے والے نے لکھا ہے۔ کہ ان اشعار میں بدزبان۔ ہرزہ گو۔ علمدار باغیان پر از تعصب۔ مرد جاہل سے مراد مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ اسی طرح ؎

بگوشش ہوش بشنو اے مراقی ــ بہ میخانہ نہ خواہی جام و ساقی

میں لفظ مراقی سے بھی مولوی صاحب ہی مراد ہیں۔

خدا تعالیٰ گواہ ہے۔ میرے ذہن میں بھی ان اشعار کے لکھتے وقت ۱۹۱۶ء میں یا آج تک یہ نہ آیا تھا۔ کہ میں جناب مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کر رہا ہوں۔ یا کہ ان کو مراق کی بھی بیماری ہے۔ مگر خدا جانے مدیر صاحب کو اپنے مولانا ممدوح سے کیا دشمنی تھی کہ خواہ مخواہ وہ بات جو میرے وہم میں بھی نہ تھی۔ ان کی طرف منسوب کر دی۔

اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ ہمارے سرحد پشاور میں مدیر پیغام کے ہم خیالوں کی انجمن کے ایک سیکرٹری صاحب تھے۔ جو نظر تاتیز مزاج اور سخت گو واقعہ ہوئے تھے۔ انہوں نے مارچ ۱۹۱۴ء سے لے کر وفات سے دو سال قبل تک پشاور میں علمبرداری بغاوت کے فرائض کو پوری طرح ادا کیا۔ جس پر اس وقت کے اخبار پیغام لاہور کے ہر ہفتہ کے مسلسل مضامین گواہ ہیں۔ جن میں ہر ایک ناشائستہ، آمیز لفظ حضرت خلیفۃ المسیح اور ان کے متبعین کے حق میں استعمال کیا گیا۔ اور خود حضرت احمد جری اللہ کو بعثت حقیقی و مجازی میں اندھے سے تشبیہ دی گئی تھی۔ میں ان کی بدزبانیوں سے تنگ آکر نظم و نثر میں جوابات دیتے تھے۔ جس پر اخبار الفضل کے پرچے شاہد ہیں۔ یہ نظم بھی انہی مضامین میں سے ہے۔ جن میں وہ مخاطب تھے۔ اس پر اسی نظم کا یہ شعر بھی گواہ ہے۔ ؎

بہ پشاور علمدار بغاوت
دہد چوں کذب و بہتاں را اشاعت

پس وہ علمبردار باشندۂ پشاور تھا۔ مگر مدیر صاحب نے ایک طرف اس خطاب کا مستحق اپنے حضرت امیر کو قرار دیا اور دوسری طرف اسی خطاب کو ان سے چھین کر میرے استاد اور واجب التعظیم خان بہادر مولوی غلام حسن خاں صاحب کو قرار دیا۔ اور ہمارا دل دکھایا۔

اسی طرح مراق کی بیماری بھی اسی شخص کو تھی۔ جواب ہمارے درمیان موجود نہیں۔ اور وہی اس شعر میں مخاطب تھا۔ ؎

بگوش ہوش بشنو اے مراقی ــ بہ میخانہ نہ خواہی جام و ساقی

مدیر صاحب نے اپنی کسی تحقیق کی بنا پر لکھ دیا ہے کہ مراقی مولوی محمد علی صاحب کو کہا گیا ہے مگر کیا کبھی ان کے امیر صاحب نے حضرت احمد جری اللہ کو اندھا اور حضرت عیسیٰ ناصری کو سوجاکھا لکھا ہے۔ جس کی ہم نے اس مراقی اور علمدار بغاوت سے اس طرح شکایت کی ہے کہ ؎

گہی نامی تو اندھا آں جری را ــ سوجاکھا گوئی حضرت ناصری را

پھر مدیر پیغام نے ؎

بگفت مرد کے ایم۔ اے و بی۔ اے ــ مگر دو کاملے ناقص سبنے
نوشتش لعبدہ آں خواجہ بی اے ــ بہ پیغام نظام او را سبنے

کے آگے لکھدیا ہے۔ یعنی حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مطلب یہ ہے۔ کہ ان اشعار میں ان کی ہتک ہوئی۔ مگر معلوم نہیں۔ کس بات میں ہتک ہوئی۔ کیا یہ کہنے سے کہ کسی ایم اے یا بی اے کے کہنے سے ایک کامل نبی ناقص نبی نہیں ہو سکتا۔ کیا ان کے نزدیک ایک ایم اے یا بی اے کی ڈگری میں یہ کمال ہے۔ کہ جو بات وہ کہدے خواہ کیسی ہی ہو۔ اسے غلط کہنا ہتک ہے۔ یا یہ بات غلط ہے۔ کہ خواجہ کمال الدین جب بی اے ہیں۔ یا انہوں نے جب ۱۹۰۹ء میں اعلیٰ حضرت نظام دکن کی خدمت میں پیغام بحضور نظام لکھا تھا تو اس میں حضرت احمد علیہ السلام کو نبی اور رسول کر کے پیش نہ کیا تھا۔

پھر مدیر صاحب لکھتے ہیں

؎ بہ پشاور علمدار بغاوت
دہد چوں کذب و بہتاں را اشاعت

میں مراد مولوی غلام حسن خاں صاحب ہیں۔ اگر یہ درست ہے۔ تو اس سے چند شعر ماقبل میں عقیدہ نبوت رکھنے پر اگاہ جو اس طرح پیش کیا گیا ہے۔ ؎

پس ایشاں جناب خاں صاحب ــ کہ بہر اہل سرحد گشتہ نائب
نبی و مرسلیں صد بار گفتہ ــ ببیں در بد رآں در ہائے سفتہ

یہ کون خانصاحب ہیں۔ جن کو لاہور کی سب سے پہلی شوریٰ نے سرحد پشاور پر خلیفہ اور نائب مقرر کیا تھا۔ اور مدیر پیغام نے کیوں اس شعر سے آگے دوسرا یہ ہے ؎

جناب خانصاحب چوں خوش است ــ چرا بر عیب ایشاں پردہ پوش است

اس میں کون مراد ہے۔ اور کس سے علمدار بغاوت، کی کذب ... اشاعت روکنے کی درخواست کی ہے۔ پیغام کے پشاور ...

ہیں۔ کہ یہ جناب مولوی غلام حسن خانصاحب ہی ہیں۔ جن سے درخواست کی تھی۔ کہ مضمون نویس کو دل آزار اور خلاف واقعہ امور کی اشاعت سے روک دیں۔ اسی طرح ؎

شنو اے مدعی دیدہ بے نور ــ ازیں رہے نخواہی گشت منصور
نہ تنہا ایں دو چشمت کور گشتہ ــ دلت چوں دیدہ است بے نور گشتہ

سے مراد ایسے وہ مبلغ باشندۂ پشاور ہیں۔ جو درحقیقت بینائی چشم سے محروم ہو چکے ہیں۔ اور رات کے وقت ان کو نظر نہیں آتا۔ اور باوجود اس کے شب و روز حضرت خلیفۃ المسیح اور مبایعین کے خلاف تحریر و تقریر سے کذب و غل کی اشاعت کرتے ہیں۔ اور غیور خدا کی طرف سے ناگفتہ ذلت اور عذاب اٹھاتے ہیں۔ ان کے متعلق اس امر واقعہ کے اظہار اور نصیحت میں کونسی ہتک ہے۔

شاید مدیر صاحب نے اس شعر کو بھی ہتک قرار دیا ہو کہ

یہی تو انجمن تھی جس پہ قابض ــ بنے بیٹھے تھے لاہوری روافض

حالانکہ یہ امر واقعہ ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کثرت ان کے امیر کے دوستوں کی تھی۔ اور انجمن کے سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ شاید لفظ روافض برا معلوم ہو۔ لیکن اگر وہ کوئی لغت اٹھا کر دیکھتے۔ تو یہ لفظ کوئی گالی نہیں۔ بلکہ اس سے مراد وہ گروہ ہے جو اپنے قائد اور امام سے سرکش ہو کر الگ ہو جائے۔ اور اس کو چھوڑ دے کیا یہ درست نہیں کہ لاہور کی جماعت کے پاک ممبر کہلانے والے گروہ نے حضرت خلیفۃ المسیح سے جو امام جماعت احمدیہ ہیں۔ الگ ہو کر قادیان اور اس کے کام چھوڑ کر لاہور چلے گئے۔ اور پیروان حضرت علی میں سے ایک گروہ کو بھی اسی وجہ سے کہتے ہیں۔ کہ وہ اپنے امام کو ترک کر کے چلے گئے تھے۔ (دیکھو منتہی الارب زیر لفظ رفض رفضۃ)

کیا مدیر صاحب نے اسی بنا پر اس قدر شور مچایا ہے کہ غضب ہو گیا۔ ستم ہو گیا۔ در عدن نے طوفان مچا دیا۔

خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی پشاور

گائے کشی اور ہندو مسلم اتحاد

(از قلم پنڈت آتمانند صاحب شستر واجپیتی)

معزز ناظرین! آج کل پھر کچھ لوگوں کے دماغوں میں سوراج کی ہوا سمار ہی ہے۔ ہم ہندوستانی لوگ سوراج کے مستحق ہیں بھی یا نہیں۔ اس پر کوئی غور نہیں کرتا۔ سوراج کی سب سے بڑی قابلیت ہندو مسلم اتحاد ہے۔ جو ہندوستان میں مفقود بلکہ نابود ہے۔ ایسی صورت میں ہمارا سرکار برطانیہ سے سوراج مانگنا بے سود ہے۔ اور اندریں حالات سرکار برطانیہ کا ہندوستان کو سوراج عطا کرنا بھی گنجے کو ناخن دینے کی مثل ثابت ہوگا۔ پس جب تک ہم ہندوستانی آپس میں مل کر رہنا نہیں سیکھتے۔ تب تک ہم ہرگز سوراج کے مستحق نہیں بن سکتے۔ سب سے پیشتر ملک کے نامی لیڈروں کو چاہیئے کہ ان تمام اسباب کا پتہ لگائیں جو کہ ہندو مسلم نفاق کے بواعث ہیں۔ میرے خیال میں ہندو مسلم نفاق کا بڑا باعث مسئلہ گاؤکشی ہے۔ اور اگر ملک کے مقتدر لیڈر اس ایک ہی مسئلہ کے متعلق ہندوؤں اور مسلمانوں کا کسی طرح سمجھوتہ کرا سکیں اور مزید برآں اس امر کا عملی ثبوت پیش کر سکیں۔ کہ آئندہ کبھی یہ مسئلہ ہندو مسلم نفاق کا باعث نہیں بنیگا۔ تب سوراج مانگنے کا حق ہو سکتا ہے۔

پس اگر ہندوستانیوں کو سوراج کی خواہش ہے۔ تو انہیں مانگنے سے پیشتر قابلیت پیدا کرنے "کے اصول کا عملی ثبوت پیش کرنا چاہیئے۔

ہمارے مسلمان بھائیوں کو صرف یہی قربانی کرنی ہوگی کہ اپنی ہمسایہ قوم کی خاطر گائے جیسے مفید حیوان کو قربان کرنا اور کھانا اس لئے بند کر دینا چاہیئے۔ کہ مذہب اسلام میں گائے کی قربانی جائز تو ضرور ہے۔ مگر فرض نہیں ہے۔ پس مسلمان بھائیوں سے التجا ہے۔ کہ ملک کی خاطر گاؤکشی سے پرہیز فرماویں مگر ہندو بھائیوں سے بھی دست بستہ درخواست ہے کہ اگر ہمارے مسلمان بھائی گائے کو مارنے سے باز نہیں آتے تو ہم ہندوؤں کو ہی اپنی ہمیشہ کی آزاد خیالی کا ثبوت دینا چاہیئے۔ اور مسلمان بھائیوں کو ان کے مذہبی فرائض اور رسومات کی ادائگی کا پورا پورا حق و آزادی دینی چاہیئے جو کہ سرکار برطانیہ کے زیر حکومت انکو اخلاقاً و قانوناً حاصل ہے۔ ورنہ مسلمان ہرگز ہرگز ایسے سوراج کو حاصل کرنے میں مدد نہیں دینگے۔ جس میں انہیں اپنی مذہبی رسومات کی خاطر خواہ ادائگی مشکل ہو جائے۔ سوراج وہ ہے۔ جس کے ماتحت ہر ایک ملت و قوم کا شخص اپنی اپنی مذہبی رسومات کو آزادانہ اس طرح ادا کر سکے جس طرح وہ اپنے مذہب کی حکومت میں ادا کر[illegible] ہندو بھائیوں کو اس لئے بھی بقر عید کی اسلامی رسم [illegible] کرنی چاہیئے۔ کہ وید مقدس اور تقریباً تمام ہند[illegible]

میں اور خصوصاً ست یگ ترینا۔ دواپر یعنی ویدک زمانہ میں ہمارے اپنے بزرگوں میں بھی گائے۔ گھوڑے۔ بکرے۔ بھینسے حتیٰ کہ انسان تک کی قربانی کی رسم جاری تھی۔ چنانچہ میں نے اپنی تصنیف "گومیدھ یگیہ عرف ہندو مسلم اتحاد" میں جو منیجر اشاعت ست دھرم دہلی سے بقیمت ایک روپیہ چار آنہ علاوہ محصولڈاک مل سکتی ہے۔ تقریباً ڈیڑھ سو وید منتروں سبراہمن گرنتھوں اپنشدوں۔ کلپ شاستروں سمرتیوں۔ شاستروں۔ رامائن۔ مہابھارت اور پرانوں کے شلوکوں پر مقبول عام شری پنڈت سائیں آچاریہ شری پنڈت ابہٹ آچاریہ شری پنڈت ہی دہر آچاریہ۔ شری سوامی شنکر آچاریہ۔ شری سوامی راماننج آچاریہ۔ شری یاسک آچاریہ۔ مہرشی دھنونتری۔ پروفیسر اواڈنبرگ۔ پروفیسر میکسمولر۔ پروفیسر ولسن پروفیسر گرفتھ مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج پنڈت کشیم کرن داس پردہان آریہ سماج الہ آباد۔ پنڈت دامودر سات ولیکر جی مہاراج۔ پنڈت راجارام شاستری پروفیسر ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور وغیرہ وغیرہ مشاہیر عالم کے ترجموں اور تفسیروں کی بنا پر ثابت کیا ہے۔ کہ بقول ان ہندو پنڈتوں ولیڈروں مثلاً پنڈت شوکمار شاستری مہامہوپادھیائے مرحوم کانشی و مسٹر سرینواس آئنگر پردہان کانگریس کمیٹی۔ وید مقدس ویدک زمانہ اور تقریباً تمام تر ہندو کتب مقدسہ میں گائے۔ گھوڑے بکرے۔ بھینسے کالے گدھے۔ حتیٰ کہ انسان تک کی قربانی کا جواز و رواج پایا جاتا تھا۔ میں صرف نمونہ کے طور پر چند وید منتروں پر اکتفا کروں گا۔ مزید دیکھنے کے خواہشمند میری تصنیف "گومیدھ یگیہ عرف ہندو مسلم اتحاد" کا مطالعہ فرماویں۔

(۱) اتھرووید مقدس میں لکھا ہے کہ۔

"गवात्वं देव्यहन्ये

अस्यजस्य कृतागसो देवपी योरराधसः।
बज्रेणाघ्रात पर्वशा ती खोग्न क्षरभंघ्रना।
प्रस्कन्धान प्रशिरोजहि।लोमान्यस्य
सद्दि न्धि त्वचमस्य विवेष्टय।मांसान्य
स्ये घातय स्वावान्यस्य संवृह अस्थीन्यस्य
पीऽध मज्ञानमस्य निर्जहि। सर्वा-स्याङ्गा
पर्वाणि विश्रथय।अग्नि रेनं क्रव्यात पृथि
व्या नुदतामदोषत् वायुरन्तारक्षान्महतो
वरिम्णाः।सूर्य एनं दिवः प्रणादतां न्योषतु

ترجمہ:۔ اسی طرح اے دیوی گائے تو برہمچاریوں سے دی ہوئی دیوتاؤں کو قبول ہو۔ استرے کی مانند تیز دہار والی تلوار سے اس (گائے) کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ اس کے گوشت اور انتڑیوں کو جدا جدا کر دے۔ اس کے بالوں کو مونڈ دے۔ اور اس کی کھال یعنی چمڑے کو گوشت [illegible] سے ادھیڑ دے۔ (چھڑا دے) اس کے کندھوں اور سر کو علیحدہ علیحدہ [illegible] ہڈیوں اور ہڈیوں کے اندر کی مینگ کو نکالو۔

غرضکہ اس (گائے) کے سب اعضاء اور جوڑ جوڑ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ اگنی (آگ) اسے زمین سے اٹھا دے۔ ہوا اسے طبقہ وسطیٰ سے اٹھا دے۔ اور سورج اسے دیو لوک میں پہنچا دے۔

(۲) اتھرووید مقدس کے ایک دوسرے مقام پر لکھا ہے۔

"मुग्धा देवा उत शुना यजन्तोत गोरंगैः
प्ररुधा यजन्त।

ترجمہ:۔ محبت کرنے والے عالم لوگ کتوں اور گایوں کے اعضاء سے یگیہ کرتے ہیں۔

(۳) اتھرووید کانڈ ۹ انوواک ۲ سوکت ۲ میں بھی بیل کی قربانی کا ذکر پایا جاتا ہے۔ بخوف طوالت اصل منتر نہ دیکر پنڈت سائیں آچاریہ جی مہاراج کی رائے اس سوکت کے متعلق لکھ دینا کافی ہوگا۔ چنانچہ لکھا ہے۔

ब्राह्मणो वृषभ हत्वा तन्मांसं भिन्न भिन्न
देवताभ्यो जुहोति तत्र वृषभस्य प्रशंसा
तदङ्गानां च कतमानि कतमदेवेभ्यः
प्रियाणि भवन्ति तद्विवेचनं वृषभबील
हवनस्य महत्वं च वर्ण्यते।तदुत्पन्न श्रेयश्च
स्तूयते॥

ترجمہ:۔ برہمن بیل کو ذبح کر کے اس کے گوشت کو مختلف مختلف دیوتاؤں کے نمت دہون میں ڈالتا ہے۔ وہاں بیل اور اس کے کون کون اعضاء کس کس دیوتا کو پسند آتے ہیں ان کی تعریف کی گئی ہے۔ اور تفصیل دی گئی ہے۔ اور بیل کی قربانی والے ہون کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اور اس ہون سے ملنے والی نجات کی تعریف کی گئی ہے۔

۴۔ اتھرووید کانڈ ۱۰ سوکت ۹ کے منتر ۲ سے ۲۷ تک گائے کی قربانی اور اس کے چھتیس اعضاء کا مفصل حال لکھا ہوا ہے جس کے دو ایک منتر نیچے لکھے جاتے ہیں۔ باقی منتروں نیز دیگر ویدوں کے منتروں کے لئے میری تصنیف "گومیدھ یگیہ عرف ہندو مسلم اتحاد" ملاحظہ فرمائیں۔

बौदिष्टे चर्म भवतु बर्हि लोमानि ते।एषा
त्वा रशना ग्रभीद् ग्रावा त्वैषो ऽधिनृत्यतु
बालास्ते प्रोक्षणाः सन्तु जिह्वा संमार्ष्ट्वघ्न्ये
शुद्धा त्वं यज्ञियो भूत्वा दिवं प्रेहि मतीदि
यैतेदेवपशामतारः पक्तारो ये चते जनाः।
तेत्वा सर्वे गोप्स्यन्ति मैभ्यो भैषीः
शातौदने यस्ते मज्ञावदास्थ यन्मांसे
यच्च लो हितम्।आमिक्षां ०२८

ترجمہ:۔ اے گائے) تیرا چمڑا وید بن جائے اور تیرے بال آسن ہوں زبان نے تجھے گرہن کیا ہے۔ شاستروں کا ابھیشیک تجھے تیار کرکے ناچے۔ ۲۔ اے گائے تیرے بال برش ہیں۔ اور تیری زبان پاک ہو

اقتباسات

حضرت امام جماعت احمدیہ کا اخلاص

جناب امام صاحب جماعت احمدیہ کی نیبنے سے یہ اعلان فرمایا ہے ہیں۔ کہ ۲۰ جون کو ایک ہزار ایسے مسلمانوں کی ضرورت ہے جو فضائل و محامد حضرت ختم المرسلین صلعم پر لیکچر دے سکیں۔

۱۰ مارچ تک ۱۰۵۶ نام درج رجسٹر ہو چکے ہیں۔ جن میں احمدی فرقہ ہی کے ۹۲۹ اور غیر احمدی مسلمان ۱۰۰ غیر مسلم ۷ ہیں۔

جناب امام صاحب جماعت احمدیہ بہت زیادہ اسلامی کارہائے نمایاں میں جو دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس سے ان کی للہیت کا پتہ چلتا ہے۔ اور یہ کوئی معمولی کام نہ ہوگا۔ خدا کے فضل سے یہ تقریریں بہت کارآمد ہونگی۔ اور ان کی جو کتاب بنکر پریس سے نکلے گی۔ وہ ایک تاریخی یادگار ہوگی۔ (مشرق ۲۲ مارچ)

کیا ہندو مسلمانوں کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں

لاہور کے کم از کم ۷۵ فیصدی اعلےٰ تعلیم یافتہ ہندو اور سکھ انگریزی ہوٹلوں کے مسلمان اور عیسائی خانساموں اور بیروں کے ہاتھ کی پکی ہوئی چائے مٹھائی اور کھانے علانیہ کھاتے ہیں۔ سرکاری دعوتوں پر انگریزوں عیسائیوں اور مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو ایک ہی میز پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ وہاں نہ تو کبھی یہ لوگ کھانا پکانے والوں کی ذات پوچھتے ہیں۔ اور نہ ان کی جن کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ مگر گھروں میں آکر نام نہاد اچھوتوں سے نفرت کرتے ہیں ان سرکاری دعوتوں میں گائے اور سور کا گوشت پوری آزادی کے ساتھ کھاتے ہیں۔ (شیر پنجاب ۸-اپریل)

ملکہ افغانستان کی زُلفیں

پہلی لندن کی لڑکی جو ملکہ افغانستان سے انگلستان میں ملی۔ ہوٹل ریونس کی ایک نوعمر مشاطہ میڈم دن نرڈ تھی۔ جو بجا طور پر فخر کرسکتی ہے کہ اس کے دوسرے معاصرین اس پر رشک کرتے ہیں (عمر ۱۸) بکنگھم کے شاہی محل میں طلب کی گئی۔ اور اس کو ہدایت کی گئی۔ کہ وہ شاہی ضیافت میں شرکت کے لئے ملکہ ثریا کے بال بنائے۔ اس کا بیان ہے۔ کہ جب میں کمرہ میں داخل ہوئی۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ ملکہ ثریا وہ قیمتی سفید گون پہنے ہوئے جس کو پہنکر آپ شاہی ضیافت میں جانے والی تھیں۔ میز کے قریب تشریف فرما ہیں۔ اس وقت آپ ایک مجسمہ حسن معلوم ہوتی تھیں۔ آپ کے بھورے بال بہت لمبے اور ریشم کی طرح ملائم ہیں۔ میں نے ایسے لمبے اور خوبصورت بال پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔

مجھے ہدایت کی گئی۔ کہ میں دائیں طرف مانگ نکال کر بالوں میں گھونگر ڈالتی ہوئی پشت کی جانب لے جاؤں اور جوڑا باندھ دوں۔ علیا حضرت ملکہ کا رنگ بہت نظر فریب ہے۔ آپ کا جسم چھونے سے ایک خاص خوشی اور لطف حاصل ہوتا ہے۔ آپ کی آنکھیں حیرت انگیز طریقہ پر اس قدر خوبصورت ہیں۔ کہ میں نے ایسی آنکھیں کبھی نہیں دیکھیں۔

بالوں میں پیچ و خم دینے کے لئے گھونگر والے آلات گرم کرکے استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ مگر ملکہ مطلقاً ہراساں و پریشان نہ ہوئی۔ بلکہ بالکل خاموشی اور صبر کے ساتھ بیٹھی رہی۔ آپ بہت حسین ہیں۔ اور از فرق تا بقدم ملکہ ہیں۔

میں نے ایک شہزادی صاحبہ کے بھی جو آپ کی رفیق سفر ہیں بال آراستہ کئے۔ ان کے بال سیاہ اور بکھرے ہوئے تھے۔ میرا قوی گمان ہے۔ کہ ملکہ ثریا بالوں کے کتروانے یا ان پر پلٹیں ڈالنے کو ناپسند نہ فرماتیں۔ مگر وہ صرف اپنی حیرت انگیز زلفوں کی جدائی کے لئے اپنی طبیعت کو آمادہ نہیں پاتیں۔

جب میں علیا حضرت کے بال سنوار چکی۔ تو مجھے آپ کا تاج لانے کے لئے حکم دیا گیا۔ جس کے وسط میں تین ہیرے لگے ہوئے ہیں یہ ایک ایسا موقعہ تھا۔ جو مجھے اپنی زندگی میں دوبارہ حاصل نہ ہوگا اور تمام عمر یاد رہے گا۔ (ہمدم ۷-اپریل ۲۸ء)

گیارہ ہزار میں صرف اٹھاسی مسلمان

مجلس مقننہ کے ایک مسیحی ممبر نے یہ اطلاع دی ہے۔ کہ ۱۹۲۷ء میں ہندوستان کی تمام سرکاری ریلوے لائنوں پر کلرکوں اور عہدیداروں کی کل میزان گیارہ ہزار کے قریب تھی۔ اور اس عظیم میزان میں مسلمانوں کی کل تعداد صرف اٹھاسی تھی۔ ریلوے کے اعلےٰ ترین عہدوں پر بالخصوص یورپین یا ہندو متمکن ہیں۔ اور ادنےٰ عہدوں پر اینگلو انڈین اور ہندو مامور ہیں۔ اس لئے تمام دفاتر اور سررشتوں کے ہندوستانی بنانے سے مطلب صرف یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس تدبیر سے ہندوؤں کو فائدہ پہونچے۔ اسی سلسلہ میں ہماری یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ پہلے تو ہندو مسلمانوں کی اس غیر مناسب حالت کو دور کیا جائے۔ اور پھر آئندہ کے لئے مسلمانوں کو خاص تناسب قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ (مسلم راجپوت امرتسر ۱۴ مارچ ۲۸ء)

وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ

۱۸۹۵ء میں شہزادہ نصراللہ خاں یورپ کی سیر کیلئے تشریف لے گئے۔ دھوم دھام سے دعوتیں ہوئیں۔ آپ کے ہمراہی کچھ اس غضب کا معدہ ساتھ لیتے گئے تھے۔ کہ چاندی کے چھری کانٹے بھی لقمہ کر جاتے تھے۔ ایک آدھ مرتبہ یہ مصیبت نازل ہوتی۔ تو بات ٹل جاتی جب ہر ایک دعوت میں یہی واقعہ ہوا۔ تو دبی زبان سے ہوٹل والوں نے پوچھا۔

"خان چھری کانٹا کون کھا گیا"۔ خان نے جواب دیا یہ ہمارے ملک کی رسم ہے۔ چمچہ کانٹا چھری کھانے والے کا حق ہے۔ اس نا لکاری حق پر ولایتی اخباری کا غذوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا کابلی جنتی۔ کابلی چور کابلی نامہذب۔ ان کی دعوت ایشیائی طرز پر کی جائے۔ تو بہتر ہے۔ ہنگا و لکھنؤ سے مٹی کے طباق اور سفالی پیالے۔

آج کابل کے ظل اللہ اپنی ملکہ کے ساتھ ہوا کھاتے پھرتے ہیں یہ تو معلوم نہیں۔ کہ ان کے ہمراہیوں نے اپنا قدیمی حق چمچہ چھری اب کے بھی وصول کیا۔ یا نہیں۔ مگر ملکہ صاحبہ کی تصویر مختلف انداز میں ہم نے دیکھی اور سمجھ گئے۔ کہ چھری کانٹے حاصل کرنے کے عوض کابل نے یورپ سے تہذیب کا درس ضرور لیا۔

ایران سے پردہ اٹھ چکا۔ ترکوں میں پردہ جرم عظیم ہے۔ افغانی پردہ خشکی تک قائم رہا جہاز پر قدم رکھتے ہی مقنع کا بند کھلا نقاب سمندر میں جا گری تہذیب کی اعلےٰ علامت بے پردگی ہے حضور اور حضور کی ملکہ میں اسلام پناہ۔ (زمیندار ۱۵-اپریل ۱۹۲۸ء)

باغیوں کا سردار

گورو کل کے جلسہ میں پنڈت جواہر لال نہرو بھی تشریف لائے انہوں نے اپنی تقریر میں کہیں کہہ دیا۔ کہ "اے سناتکو میں تمہیں کیا سبق دے سکتا ہوں۔ ہاں تمہیں اگر بغاوت سیکھنا ہے۔ تو میرے پاس آؤ۔ کہ میں تمہیں برائیوں کے خلاف بغاوت سکھاؤنگا"۔

پنڈت بدھ دیو نے اس کا خوب جواب دیا۔ انہوں نے کہا۔ کہ پنڈت جواہر لال نہرو۔ سماجیوں کو بغاوت کا سبق کیا دیں گے۔ کیونکہ آریہ سماجی تو اس شخص کے چیلے ہیں۔ جو باغیوں کا سردار تھا۔ (یعنی سوامی دیا نند) (پرتاپ لاہور-۱۴-اپریل)

وصیتیں

۲۶۸۲ میں ابو المحمد عبد الماجد ولد عبد الواحد مرحوم قوم قریشی عمرہ ۶۵ سال ساکن موضع پورینی ضلع بھاگلپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۷ نومبر ۱۹۲۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میری موجودہ جائداد اس وقت جو مجھ کو ترکہ میں والدین سے ملی ہے۔ اور جو میں نے خود حاصل کی ہے۔ قیمتی مبلغ چھ ہزار روپیہ ہے۔ اس کا ایک ثلث یعنی ⅓ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان مقبرہ بہشتی میں وصیت کرتا ہوں۔ (۲) میرے مرنے کے بعد یا میری زندگی میں جس قدر جائداد منقولہ یا غیر منقولہ مذکورۃ الذیل جائداد کے علاوہ ثابت ہو اس کے بھی ⅓ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور میری تنخواہ جو مبلغ تین سو روپے اس وقت ہے۔ بعد منہائی بے اختیاری اخراجات جس قدر بعد ادا ئے بچیگی۔ اس کی بھی ⅓ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۳) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔ ۷ نومبر ۱۹۲۶ء العبد ابو المحمد عبد الماجد بقلم خاص گواہ شد:۔ علی احمد جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ بھاگلپور بقلم خاص گواہ شد:۔ محمد سعید جوائنٹ سیکرٹری جماعت احمدیہ بھاگلپور بقلم خاص۔

۲۶۸۳ میں محمد شریف ولد حاجی محمد بخش صاحب ککے زئی ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور حال ملتان شہر کا ہوں بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) فہرست جائداد غیر منقولہ حسب ذیل ہے (۱) حقیت زرعی چاہ محمد بخش والا وچاہ نواں و پٹیا نوالہ واقعہ موضع فیض پور متصل بالگدام بٹالہ ضلع گورداسپور تعدادی ۴/۱ ۱۱۴ کنال ۱۴ مرلہ و اراضی زیر آمد کارخانہ تنوگر فیکٹری حال کارخانہ کپاس تعدادی ۴/۱ ۱۹ کنال جو کہ ۵ روپے ماہوار کرایہ پر مالکان کارخانہ مذکور کو کرایہ پر دی ہوئی ہے۔ اس اراضی زیر آمد کارخانہ کے ۵/۱۵ حصہ کا مالک مقر اور ۱/۲ حصے کے مالک مقر کے برادران ہیں۔ (۲) ایک حویلی کلاں متصل مسجد سفید محلہ پٹیہ شہر بٹالہ و نیز چوبارہ خورد تا حدود دروازہ طویلہ خراس و نیز ایک بیٹھک متصل مسجد شریف حکیم دو منزل معہ چار کوٹھری و پانچ دوکانات وچاہ و نصف صحن حویلی مذکور و باورچی خانہ معہ چوبارہ مشترکہ ہمراہ برادران خود واقعہ شہر بٹالہ (۳) ایک دوکان دو منزلہ واقعہ حال بازار امرتسر (۴) ایک مربعہ اراضی واقعہ چک ۲۶ سٹیشن چک عبد اللہ تحصیل وضلع بہاولنگر ریاست بہاولپور مذکورہ بالا جائداد میں سے حقیر ۱/۱۰ حصہ جائداد مجوزہ بالا بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اگر میری وفات کے بعد کوئی دیگر جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز اس وقت مبلغ ۹۰ روپے ماہوار تنخواہ ہے جس کا ۱/۱۰ حصہ تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا بقیہ جائداد بعد وفات میرے بموجب احکام شرعی میرے ورثا میں تقسیم ہوگی۔ لہذا یہ وصیت نامہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان لکھدیتا ہوں کہ سند رہے۔ فقط المرقوم ۱۹ اگست ۱۹۲۶ء العبد محمد شریف بقلم خود گواہ شد:۔ شیر خاں کلرک ڈویژنل آڈٹ آفس ملتان بقلم خود۔ گواہ شد:۔ نذیر احمد خاں کلرک ڈسٹرکٹ بورڈ منٹگمری بقلم خود

۲۷۷۹ میں غلام قادر ولد علی محمد خاں قوم بلوچ قیصرانی پیشہ زمیندار وملازمت عمر ۳۶ سال بیعت ۱۹۱۶ء ساکن کوٹ قیصرانی تحصیل سنگھڑ ضلع ڈیرہ غازی خاں بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۷ء کو حسب ذیل وصیت اپنی جائداد متروکہ کے متعلق کرتا ہوں (۱) میری زمینات موضع کوٹ قیصرانی۔ نیز اندر پہاڑ علاقہ فرنٹر موضع بھنگلا تمن قیصرانی ضلع ڈیرہ غازی خاں و موضع ترکنہ ضلع لورالائی میں ہیں، جو بوجہ فرنٹر ہونے کے درج کاغذات سرکاری نہیں ہیں۔ ہاں موضع کوٹ قیصرانی اول الذکر کی زمینات کاغذات سرکاری میں درج ہیں۔ میرا ایک مکان سکنی کا ½ حصہ کوٹ قیصرانی میں ہے۔ ۲۔ میری ماہوار آمد بصورت تنخواہ ملازمت بی۔ ایم۔ پی کے ۴۵ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا نواں حصہ (۱/۹ حصہ) داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا ۳۰/۱۲/۲۷ نوشتہ بمقام قادیان العبد غلام قادر احمدی قیصرانی بلوچ بقلم خود گواہ شد:۔ محمد یار احمدی ولد قادر بخش بلوچ قیصرانی وارد قادیان گواہ شد:۔ علی محمد ولد اللہ بخش خاں احمدی بلوچ سکنہ بستی بزدار حال وارد قادیان

۲۵۳۲ میں ملک عبد القادر خاں ولد ظہور الدین ککے زئی امین آبادی حال لائل پور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ ماہوار آمد ۱۵۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ⅒ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے بھی ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۲۹/۱۲/۲۶ ملک عبد القادر خاں بقلم خود گواہ شد محمود احمد خاں جنجوعہ بیرسٹر گواہ شد حکیم عبد العزیز خاں ولد نبی بخش ککے زئی بقلم خود

ہندوستان کی خبریں

——— ۱۴ و ۱۵ اپریل کی درمیانی شب قادیان کے قریب موضع کھارا میں آتشزدگی کی وجہ سے کٹی ہوئی گندم کے قریباً پانچ ہزار گٹھے جل گئے۔ آتش زدگی کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔

——— دہلی ۱۲ اپریل۔ لالہ سری رام۔ ایم اے۔ رئیس دہلی نے جو کچھ عرصہ سے بیمار چلے آتے ہیں۔ اپنی پانچ لاکھ روپیہ کی جائداد ہندو یونیورسٹی کو دے دی ہے۔ جائداد کی باقاعدہ رجسٹری پنڈت مدن موہن مالویہ جی کے نام ہو گئی ہے۔ اس سے پیشتر آپ اپنی ساری لائبریری ہندو یونیورسٹی کو دے چکے ہیں۔

——— کلکتہ ۱۱ اپریل۔ ہوڑہ کے بھنگیوں کی ہڑتال اب تمام وارڈوں میں پھیل گئی ہے۔ تین ہزار آدمی بیکار بیٹھے ہیں۔ شہر میں گند کی سے بدبو پھیل رہی ہے۔ اور متعدی امراض پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ بھنگی مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ ان کی تنخواہوں میں اضافہ کئے جانے کا فوری وعدہ کیا جائے۔

——— لاہور ۱۳ اپریل "سٹرکٹ مجسٹریٹ نے ایک مضمون زیر عنوان" انسان نما حیوانگاہ دھا لور" اخبار سیاست میں شائع کرنے کے الزام میں سید حبیب صاحب کو ۳ ماہ قید محض اور سید عنایت شاہ صاحب کو ایک ماہ قید محض اور یکصد روپیہ جرمانہ یا بصورت عدم ادائگی جرمانہ سو ماہ قید مزید کا حکم دیا ہے۔

——— کلکتہ ۱۲ اپریل۔ گذشتہ سہ شنبہ کو رام ناتھ تواری نامی ایک شخص سڑک کے کنارے ایک چٹائی پر مختلف قسم کی ادویہ رکھے بیٹھا تھا۔ اور ان ادویہ کی تعریفوں کے پل باندھ رہا تھا۔ عبدالرزاق نامی ایک نوجوان مسلمان بھی تماشا دیکھ رہا تھا۔ رام ناتھ نے ایک شیشی اٹھائی۔ وہ لوگوں کو دکھا کر کہنے لگا۔ کہ یہ مارگزیدہ کا تریاق ہے۔ عبدالرزاق نے کچھ شبہ کا اظہار کیا۔ رام ناتھ نے جھٹ ایک سانپ نکال کر عبدالرزاق کے ہاتھ میں دے دیا۔ سانپ نے عبدالرزاق کو فوراً ڈس لیا۔ جس سے وہ بیہوش ہو گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ سانپ کے زہریلے دانت نکلے ہوئے تھے۔ عبدالرزاق پر دہشت طاری ہو گئی۔ جس سے اسے غش آ گیا۔ رام ناتھ تواری کو پولیس نے گرفتار کر لیا ہے۔

——— دیوبند ۱۳ اپریل۔ سکرٹری لجنۃ الاتحاد دیوبند بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ ۱۲ اپریل مہتمم صاحب نے پولیس کی امداد سے بتمام غیر حاضر طلباء کے کمروں کے تالے توڑ ڈالے۔ اس اثنا میں پولیس اور مجسٹریٹ کا رویہ شریفانہ رہا۔ لیکن ان لوگوں نے صاف لکھ دیا۔ کہ مہتمم صاحب نے ہڑتالیوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ بلکہ مہتممان دارالعلوم ابتداہی سے ان لوگوں کے ساتھ جابرانہ سلوک کر رہے ہیں۔

——— جمشید پور ۸ اپریل۔ ایک بڑی گدھ نے ایک گائے کو اپنی چونچ سے زخمی کیا۔ اور وہ مر گئی۔ گدھ نے گائے کے کھلے ہوئے منہ میں اپنی چونچ داخل کر دی۔ تاکہ اس کی زبان اندر سے باہر کھینچ لائے۔ چونچ کا سر اندر گیا ہی تھا۔ کہ گائے کا منہ بند ہو گیا اور گدھ کی گردن اس کے منہ میں بند ہو گئی۔ گدھ نے بہت کوشش کی کہ وہ اپنی گردن واپس نکال لے۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ اور چند ہی منٹ میں اس کا دم نکل گیا۔

——— کلکتہ ۱۱ اپریل۔ مس فرخ سلطان بنت آغا موید الاسلام جلال الدین صاحب مشہور و معروف مدیر ہفتہ وار حبل المتین کلکتہ یونیورسٹی کے امتحان قانون میں اول درجہ میں آئیں۔ اور تمام یونیورسٹی میں موصوفہ کا دوسرا نمبر رہا۔ اور مسلمان طلباء میں آپ اول رہیں۔

——— سراج گنج ۹ اپریل۔ موضع چرن ضلع میمن سنگھ میں ایک مکان کے سامنے کسی مردہ جانور کی نعش کے اوپر کچھ گدھ منڈلا رہے تھے۔ کچھ اسے کھانے میں مصروف تھے۔ ایک لڑکا جس کا سن ۱۴ سال تھا۔ گدھوں کو وہاں سے اڑانے کے لئے ایک لاٹھی لے کر نکلا۔ لڑکا گدھوں کو اڑا رہا تھا۔ کہ اتنے میں ایک گدھ بجلی کی سرعت رفتار سے لڑکے پر ٹوٹ پڑا۔ اور ایک حملہ میں لڑکے کا شکم چاک کر ڈالا۔ جس سے وہ غریب وہاں ہی مر گیا۔

——— میاں عبدالحکیم صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور کو رائل جیوگرافیکل سوسائٹی لنڈن نے اپنا فیلو منتخب کیا ہے۔ پنجاب میں آپ دوسرے ایسے فاضل نوجوان ہیں۔ کہ جن کو یہ گراں قدر علمی امتیاز حاصل ہوا ہے۔ حال ہی میں ہزمیجسٹی امیر امان اللہ خان نے متذکرہ سوسائٹی کے دفتر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔ تو ایسا ہی اعزاز آپ کی خدمت میں کلی بطور پیشکش پیش کیا گیا۔ جسے آپ نے بتشکر قبول فرمایا۔

——— دھن آباد ۱۴ اپریل۔ ایک ملٹری پولیس کانسٹیبل نے اپنے آپ کو بندوق کی گولی کا نشانہ بنا لیا۔ یہ افسوسناک واقعہ عدالت کے صحن میں ہوا۔ وہاں سینکڑوں آدمی موجود تھے۔ جنہوں نے پہلے پہل یہ خیال کیا۔ کہ وہ پرندوں پر گولی چلائے گا۔ اس نے اپنے پاؤں کے ساتھ گھوڑے کو دبایا۔ اور گولی اس کے دماغ سے گزر گئی۔ اور وہ فوراً مر گیا۔

——— لاہور ۱۴ اپریل پولیس نے جعلی نوٹ بنانے اور چلانے کے الزام میں موچی دروازہ سے ۵ اشخاص کو گرفتار کیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ملزمان کے قبضہ سے جعلی نوٹ بنانے کے چند نامکمل بلاک برآمد ہوئے ہیں۔ پولیس سرگرم تفتیش ہے۔

——— چوہدری ہری سنگھ ایکسٹرا اسسٹنٹ کانسرویٹر محکمہ جنگلات علاقہ ہوشیار پور میں ایک جنگل میں دورہ پر گئے۔ جنگل کا ایک سپاہی آگے آگے تھا۔ تھوڑی دور گئے تھے۔ کہ ایک چیتا اور اس کی مادہ سامنے سے آتے دکھائی دئے

غیر ممالک کی خبریں

——— برلن ۱۱ اپریل۔ آج ایک مرض گلو کے سلسلہ میں شاہ افغانستان پر عمل جراحی کیا گیا۔ جو کامیاب رہا۔

——— کابل سے اطلاع آئی ہے۔ کہ افغانستان اور روسی حکومت میں ایک نیا عہد نامہ ہوا ہے۔ جس سے تاشقند اور کابل کے درمیان ہوائی جہازوں کی آمد و رفت کا سلسلہ قائم ہو گیا ہے۔ اس سے پیشتر ۳۰ دن میں اونٹ کابل سے تاشقند جاتے تھے۔ اب جدید انتظام سے ۹ گھنٹہ میں یہ فاصلہ طے ہو سکیگا۔

——— لنڈن ۱۱ اپریل۔ ممکن ہے کہ شاہ افغانستان روس کا دورہ ملتوی کر دیں۔ اور عمل جراحی سے صحت یاب ہونے پر براہ راست کابل واپس آ جائیں۔ پانیئر کے نامہ نگار کا بیان ہے کہ پروگرام میں اس تبدیلی کی وجہ غالباً یہ ہے۔ کہ افغانستان میں کچھ بے چینی پھیل رہی ہے۔ افغانستان کے وزیر خارجہ جو ملکہ ثریا کے والد ہیں۔ پیرس سے ہی کابل واپس چلے گئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کابل میں کسی سازش کا انکشاف ہوا ہے۔ افغانی سفارت خانہ ماسکو نے اس خبر کی تردید کی ہے۔

——— پیرس ۱۱ اپریل۔ دو ٹرینوں میں شدید تصادم ہونے کے باعث ۱۵ اشخاص ہلاک اور ۳۰ شدید طور پر زخمی ہوئے۔ حادثہ ایک پل کے قریب ہوا۔ اب تک صرف ۹ لاشوں کی شناخت ہوئی ہے۔

——— لنڈن ۱۲ اپریل افغانی سفارت خانہ لنڈن نے منجانب شاہ امان اللہ خان ملک معظم جارج پنجم کی خدمت میں تین پرانی اور نہایت ہی نایاب کتابیں پیش کی ہیں۔ ان میں ایک فارسی رسم الخط کا عجیب و غریب نادر نسخہ ہے۔ یعنی دودھ کی طرح سفید کاغذ پر جو بانس کا بنا ہوا ہے۔ کسی زبردست خطاط نے ہاتھ کے ناخن سے مضمون لکھا ہے۔ یہ کتاب دو سو برس کی پرانی ہے۔ اس کتاب کے ۵۰ صفحات ہیں۔ جو پانچ سال میں لکھی گئی تھی۔

——— ایک اندھا آدمی کارڈیف کے شفا خانہ میں صاحب فراش تھا۔ اس وقت طوفان انتہائی شدت کے ساتھ برپا تھا۔ دفعتہً بجلی چمکی اور بادل گرجا۔ اس نے ایک چیخ ماری۔ بجلی کی چمک اور بدلی کی کڑک سے اس کے دماغ پر کچھ ایسا عمل ہوا۔ کہ کثورا سی آنکھیں کھل گئیں۔

——— میلان ۱۲ اپریل۔ سالانہ تجارتی میلہ کا افتتاح بادشاہ کے ہاتھوں ہونے والا تھا۔ کہ ایک بم پھٹا۔ جس سے ۱۴ آدمی ہلاک اور ۴۰ زخمی ہوئے۔ مگر بادجود اس کے بھی بادشاہ اپنا کام کرتے اور مجمع میں سے گذرتے رہے۔

——— ٹوگانو ۱۳ اپریل۔ ریلوے لائن پر ایک طاقتور بم رکھا ہوا پایا گیا۔ اسی لائن سے وہ ٹرین گذرنے والی تھی۔ جس میں سابق ہٹوسوسٹی روسہ کو آ رہے تھے بم میں ایک ڈورا بندھا ہوا تھا جس کا دوسرا سرا ایک شخص کے ہاتھ میں تھا۔ یہ شخص لائن کے قریب چھپا بیٹھا تھا۔ اور گرفتار کر لیا گیا۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر ...